

کریں رُخ نگر نگر کا

سلطان شہاب الدین غوری کا مقبرہ یا مقتلگاہ

اک روڈ آف سفر

اور

فخرِ پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر

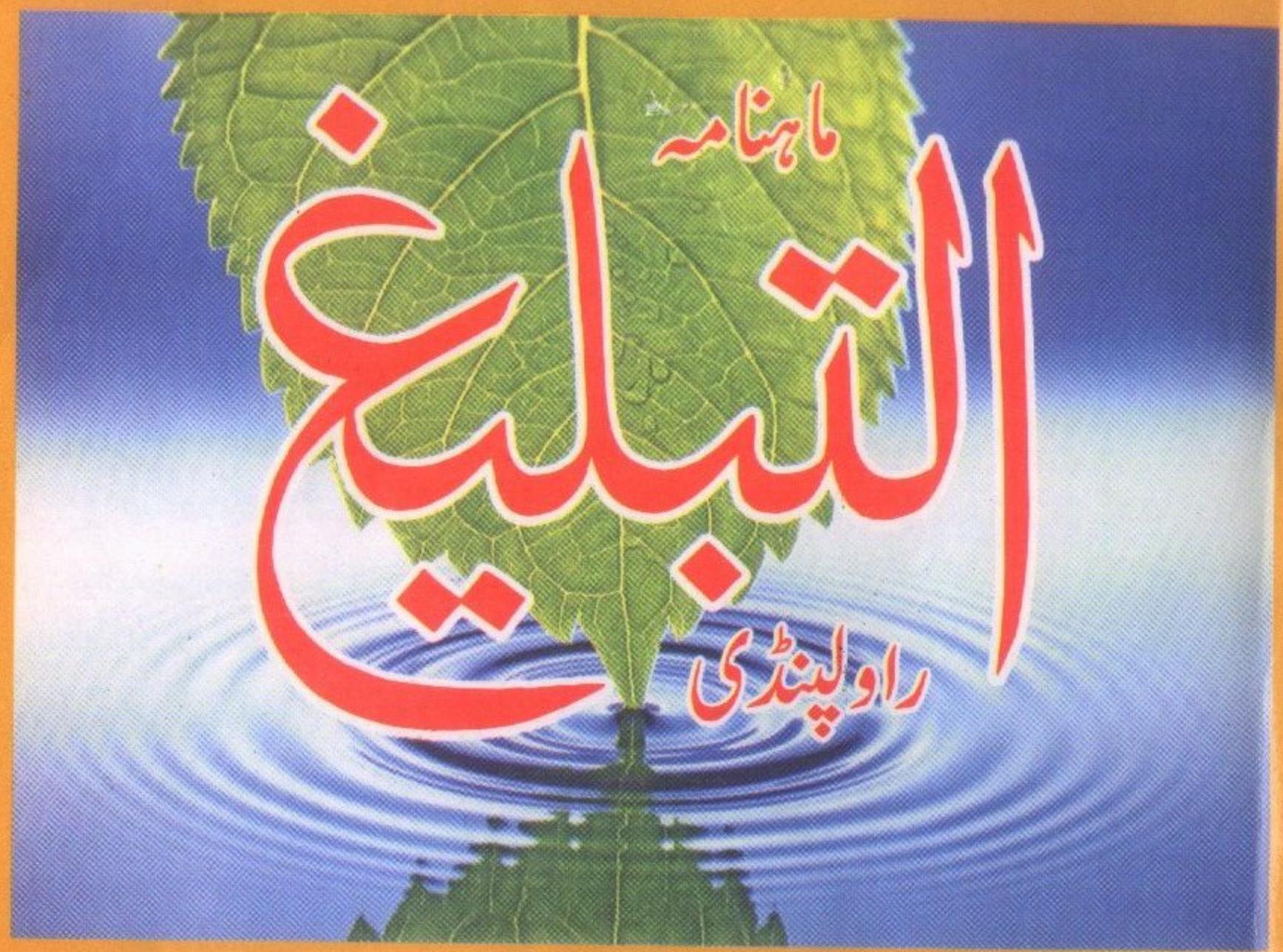
صاحب سے التجاه!

سفر نامہ زگار: مفتی محمد امجد حسین صاحب

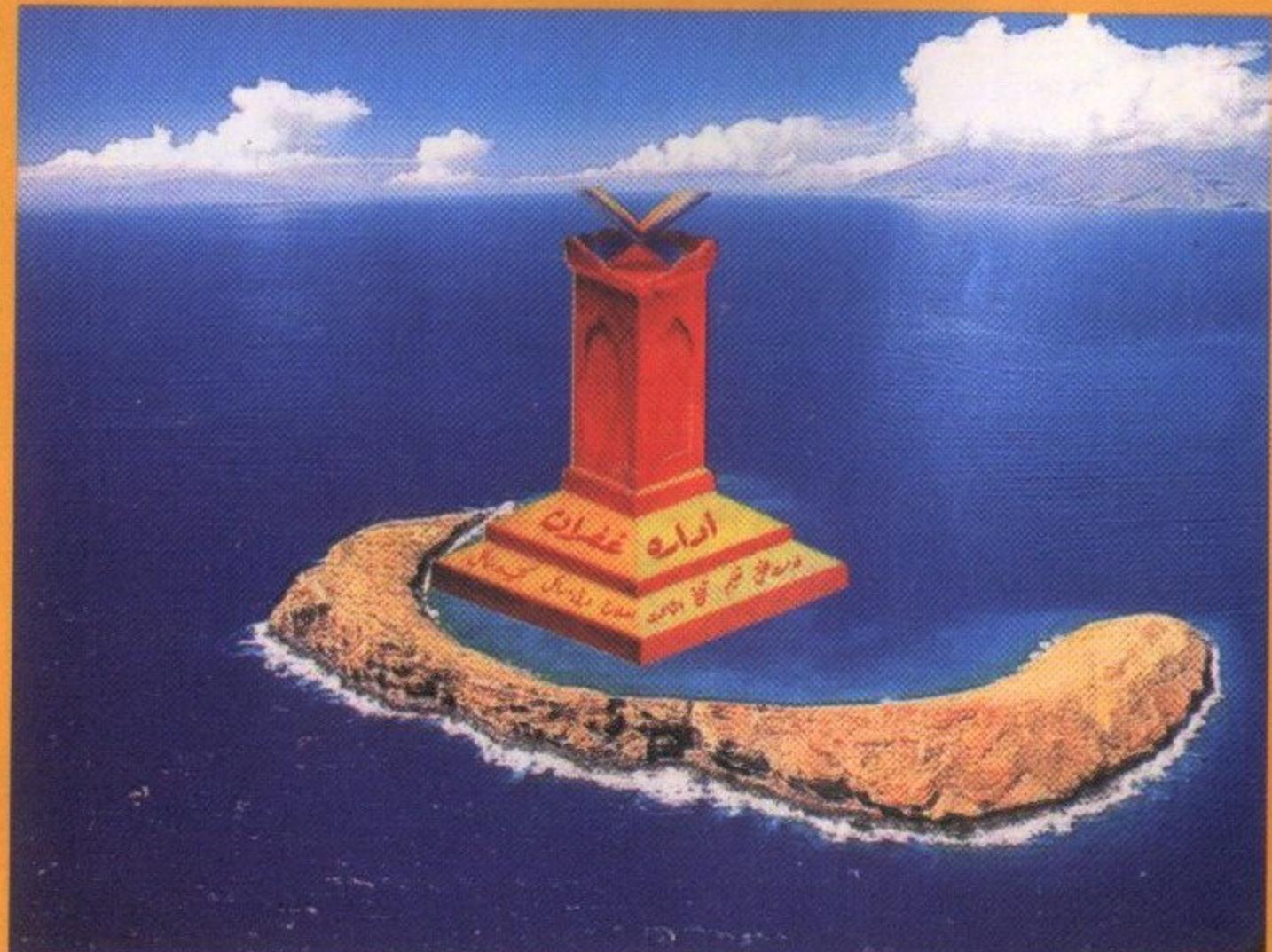
(نائب مدیر: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی)

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری (تصاویر + E-COPY)

toobaa-elibrary.blogspot.com



ستمبر 2013ء - شوال المکرّم 1433ھ (جلد اشمارہ ۱۰۰)



ترتیب و تحریر جسم

صفحہ

۳	اداریہ سیلا ب کی تباہ کاریاں اور حفاظتی مذایر مفتی محمد رضوان
۶	درس فتوآن (سورہ بقرہ: قطع ۱۰) ... حرام و ناجائز خوری کی ممانعت و قباحت //
۱۲	درس حدیث خواتین کا مسجد حرام و مسجد نبوی میں آ کر نماز پڑھنا //
۱۹	مقالات و مضامین: تزکیہ نفس، اصلاح معاشرہ و اصلاح معاملہ جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قطع ۱۲) مفتی محمد امجد حسین
۲۶	معافیقہ کے آداب و احکام مولانا محمد ناصر
۳۲	شہاب الدین غوری کے مزار پر محمد امجد حسین
۳۹	ماہ شعبان: چھٹی نصف صدی کے اجمائی حالات و واقعات مولانا طارق محمود
۴۲	علم کی میفار جن کی گود میں امت کے امام، اسلام کے سپوت پلے مفتی محمد امجد حسین
۴۸	تذکرہ اولیاء: حیاتِ لطیف الاست (قطع ۵) مفتی محمد امجد حسین
۵۶	پیارے بچو! حضرت ھود علیہ السلام مولانا محمد ناصر
۵۹	بزمِ خواتین مفتی محمد یونس
۶۲	آپ کی دینی مسافل کا حل نیند (Sleep) سے وضو توٹنے کا حکم ادارہ
۷۹	کیا آپ جافتے ہیں؟ سونے کے آداب (قطع ۹) مفتی محمد رضوان
۸۲	عبروت کدھ حضرت یوسف علیہ السلام (قطع ۲۸) ابو جویریہ
۸۷	طب و صحت جامد یا سینگی لگوانا (قطع ۳) مفتی محمد رضوان
۹۱	خبردار ادارہ ادارہ کے شب و روز مولانا محمد امجد حسین
۹۳	خبردار عالم قوی و بن الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں حافظ غلام بلاں

شہاب الدین غوری کے مزار پر

جون کی کوئی تاریخ نہ تھی، گرمی درجہ حرارت کے پیانوں سے بے نیاز، بلکہ سرکش ہو کر، ریکارڈ توڑ کے پڑھی تھی، چلچلاتی دھوپ، لو کے جھکڑ، نبی سے تھی دست و محروم گرم ہوا، اور ہاڑ کا خشک موسم اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ نزول اجلال فرمائے ہوئے تھا، درود یوار، کوچہ و بازار، دھوپ اور چھاؤں، خلوت و جلوت، سب ” مقامات آہ و فخار“، موسم کی شدت و تمایز کے ہاتھوں منقارز یہ پہنچتے، ایسے میں بندہ کے موبائل پر بھائی عرفان اکبر کی جانب سے ” برینگ نیوز“ نشر ہوئی کہ ہم نے غوری کے مقبرہ کا پتہ چلا لیا ہے، آپ تیاری پکڑیں، اور یوں سمجھیں کہ آج، کل، پرسوں میں اسے جالیا ہے۔

عرفان اکبر میرا دوست ہے، اور میری طرح ہی شوریدہ سر بھی، سپئیر پارٹی کا کار و بار کرتا ہے، لیکن ذوق و مزاج کے لحاظ سے تاجر نہیں بلکہ سکالر ہے، تاریخ و ادبیات کی چاٹ میری طرح اسے بھی لگی ہوئی ہے، ساتھ ساتھ ویرانوں، اور کھنڈرات، المعروف آثار قدیمه و تاریخی مقامات کو تلاش نے، تراش نے اور کھونے کریں نے کی اچھی یا بُری لخت بھی، گواں شوق کے ہاتھوں اپنی بن جائے گت بھی۔

شوریدگی کے ہاتھ سے سرو بال دوش ہے صحرائیں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں
ان دنوں میرے ”فاضل طب والجراحت“ سال اول کے سالانہ پیپر ہور ہے تھے، اسلام آباد طبیعت کا لج میں بندہ اور مولوی محمد ناصر صاحب روزانہ پیپر دینے جاتے تھے، اور ساتھ ساتھ ادارہ میں بھی سالانہ امتحانات کا سلسلہ جاری تھا، مسئول تعلیمات ہونے کی وجہ سے اس کا سارانظم بھی میرے متعلق تھا، اس طرح گویا دوسری افتاد مجھ پر آن پڑی تھی، نتیجتاً عرفان اکبر کے ساتھ بار بار وعدہ کر کے میں اسے ایفاء نہ کر سکا، بس محدث کا ایک فون یا میسج کر دیتا کہ حسب قرارداد فلاں دن میں آپ کے ساتھ جانے سے قاصر ہوں، مبارک ہو! خوش ہو جائیے وغیرہ وغیرہ، آخر ایک دن عرفان اکبر ایک اور رفیق کے ہمراہ، عصر سے کچھ پہلے نکل کھڑے ہوئے اور موڑ سائکل پر دو بندوں کے قافلے کی صورت میں اس تاریخی مقبرے کے درشن کر کے آگئے، اور آ کے پتہ سناؤ کی کہ گرمی میں ہم کیسے گئے، کیسے آئے؟ کیا دیکھا، سنا، کیا سمجھا، پر کھا؟ اور ڈیجیٹل کیمرے میں کیا کچھ محفوظ کیا؟ اور یہ کہ اب آپ کو میں نے لے جانا ہے، آپ حسب فرصت و

سہولت وقت طے کر لیں، وغیرہ وغیرہ، ۵ جولائی / ۲۵ شعبان کو انہوں نے جمعہ میرے پیچھے ہی پڑھا، اور جمعہ کے بعد ہم نے طے کیا کہ کل یا پرسوں اس مبارک سفر پہ ہمیں روانہ ہو جانا چاہئے، آگے پھر رمضان ہے، خدا نخواستہ یہ ارمان سینے میں ہی سجائے دنیا سے سدھار جائیں، اور اتنے بڑے کار خیر کے سرانجام دیے بغیر افق کے اس پار جائیں، آخرون گوری کی روح کو کیا جواب دیں گے؟

اتقی مجھے مہلت دے اے حسرت نظارہ!

6 جولائی ہفتہ کو میں نے فون کر کے بھائی عرفان سے طے کیا کہ آج عصر کو یہ مہم سر کرنے کے لئے "ما بدولت، نکلیں گے، گوسر دست کوئی قلعہ تو ہم فتح نہ کر پائیں گے کہ اس کا نہ موقود ہے نہ زمانہ، اور پھر ترک و تاتاری، ایرانی و خراسانی سپاہیوں پہ مشتمل کافی لشکر بھی ہمارے پاس نہیں، مل ملا کے ٹوٹل دو بندے اور ایک موڑ سائیکل، ایسے میں خاک کوئی میدان مارا جاسکتا ہے۔

لیکن چلو ایک فاتح، فاتح ہند کے آثار و نشان اور یادگار دیکھ لیں گے، ویسے بھی اب ہمارے پاس اپنی شاندار ماضی مرحوم کا مرثیہ غم پڑھنے اور ٹسوے بہانے کے اور بچا بھی کیا ہے۔

رو لے اب دل کھول کر اے دیدہ خون نابہ بار نظر آتا ہے تہذیب چازی کا مزار
ہم نے ٹھنڈے پانی اور مشرب کی ایک ایک بولی ساتھ رکھی، رو مال گیلے کر کے سر پہ پیٹ لئے، لیکن اب چونکہ مون سون ہوا اور بارشوں کا سلسہ شروع ہو چکا تھا، ہوا میں خوب نبی تھی، موڑ سائیکل پر سفر کرتے ہوئے لوکی بجائے پُر نہم ہوا کے تھیڑے، دل بہلاتے اور گال سہلاتے ہوئے سفر کو خوش گوار بنا رہے تھے۔

سفر کی رہنمہ اور منزل مقصود

ہماری منزل شہاب الدین غوری ۱ کا مقبرہ تھا، جو (جہلم کے ضلع میں) دھمیک قبیہ کے مضافات میں واقع ہے۔

۱ سلطان معز الدین ابوالمظفر محمد بن سام الملقب سلطان شہاب الدین غوری، ولادت ۵۳۲ھ (برطابق ۱۱۳۷ء) شہادت ۳ شعبان ۶۰۲ھ (برطابق فروری ۱۲۰۶ء) بمقام دھمیک، ضلع جہلم، اسی سال چنگیز خان کا فتح خروج شروع ہوا، جس نے پورے عالم اسلام میں قیامت کا بیگل بجادیا غوریوں کی سلطنت کی بنیاد میں غزنوی سلطنت کے کھنڈرات پر قائم ہوئیں، یعنی آل بیکنگین کا دور جس میں انہوں نے افغانستان، خراسان، وسطی ایشیاء، پنجاب، اور ہندوستانی مقبوضات پر حکومت کی، ۵۸۲ھ تا ۵۳۶۶ھ ہے، میں شہاب الدین غوری نے لاہور پر چڑھائی کر کے آخری غزنوی تاجدار خسرو ملک اور اس کے پورے خاندان کو گرفتار کر کے بیکنگین اور **(باقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)**

یہ دھمک سوہاودہ کے قریب ہے، راولپنڈی سے لا ہور جاتے ہوئے جی ٹی روڈ پر روات سے ٹکلیں تو آگے مندرہ آتا ہے، روات سے 20 کلومیٹر کی کم و بیش مسافت پر، یہاں مندرہ سے آگے چکوال موڑ ہے، یہاں جی ٹی روڈ سے چکوال کے لئے سڑک مرتبی ہے (اس روڈ پر آگے 65 کلومیٹر پر چکوال ہے) مندرہ سے تقریباً 16 کلومیٹر کی مسافت پر، جی ٹی روڈ پر گوجران واقع ہے، گوجران سے لگ بھگ 15 کلومیٹر پر سوہاودہ ہے (سوہاودہ سے آگے دینہ، پھر جہلم کوئی 20 کلومیٹر ہے) سوہاودہ سے تقریباً 3 کلومیٹر پہلے دوسرا چکوال موڑ ہے، اس موڑ سے چکوال کوئی 65 کلومیٹر کے لگ بھگ ہے، یہ اچھی اور کشادہ سڑک ہے، چکوال کے لئے مندرہ موڑ والی روڈ کے بجائے یہ راستہ زیادہ اچھا ہے۔

خیرانی چکوال موڑ پر بائیں ہاتھ کو ایک روڈ جی ٹی روڈ سے الگ ہو کر دھمک کو جاتی ہے (جی ٹی روڈ پر یہ چورا بابا سا بن جاتا ہے (دائیں طرف چکوال جانے والی روڈ ہے، بائیں طرف دھمک جانے والی روڈ ہے، اور سیدھی جی ٹی روڈ آگے گئے جہلم، لاہور کو جا رہی ہے) جی ٹی روڈ سے دھمک کا فاصلہ 15 کلومیٹر ہے، یہ سنگل لیکن اچھی صاف روڈ ہے، جی ٹی روڈ سے دھمک روڈ پر ہو لیں، تو آگے سارا کھلائی فضاعلاقہ ہے، پوٹھوار کی کئی پہشی زمین اور ٹیلوں، ٹبوں پر مشتمل سطح مرتفع کا خوب نظارہ ہوتا ہے، یہاں جی ٹی روڈ پر عین موڑ پر سڑک کے درمیان انگریزی میں شہاب الدین غوری کے مقبرہ کا پتہ و نشان دینے کے لئے سائن بورڈ بھی نصب ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا باقیہ حاشیہ﴾

محمود غزنوی جیسے اولو العزم بادشاہ کی بزرگ باری فتح کی ہوئی، وسیع و عریض سلطنت کو تاریخ کے کہاڑخانے کی نذر کر دیا، اس کے بعد غوری اور اس کے جانشینوں کی ایک صدی سے کچھ زیادہ عرصے پر مشتمل دور سلطنت ہے، اس عہد میں غوری کی فتح دہلی واجیر کے نتیجے میں بندوستان میں ایک باضابطہ، مربوط دھنکم اسلامی سلطنت کی بنیاد بھی پڑی، اور وہ پھل پھول کار ترقی مراحل سے گزر کر انتہائی عروج تک بھی پہنچی، تاریخ میں غوری کے جانشینوں کی یہ صد سالہ سلطنت، سلطنت غلامان کے نام سے مشہور ہے، جس میں قطب الدین (ایک) شمس الدین انتش، رضیہ سلطانہ، ناصر الدین محمود اور غیاث الدین بلجن، جیسے اولو العزم اور اسلام کے سپوت و بادشاہ گزرے ہیں۔ آں مسلمانوں کے میری کردہ اند در شہنشاہی فقیری کردہ اند

سلطان شہاب الدین محمود غزنوی کی طرح اولو العزم ارجمندی کی صلاحیتوں سے مالا مال شہزادگی میں ہی اس نے پہلے پہل محمود غزنوی کے پاریہ تخت اور وطن غزنی کو فتح کیا، جس کی وجہ سے گورنری و صوبہ داری کے منصب پر پہنچا، پھر اپنے بھائی سلطان غیاث الدین کے فوت ہونے پر موجودہ افغانستان کے بڑے حصہ میں پھیلی ہوئی اس کی پوری سلطنت کا مالک بنا، اس نے بادشاہ بننے ہی محمود غزنوی جیسی وسیع سلطنت حاصل کرنے کا عزم کیا، تھوڑے ہی عرصے میں اس نے افغانستان و خراسان کے غیر مقبولہ علاقوں کا مخزو فتح کرنے کے بعد خود اور اپنے گورنرول اور پہلے سالاروں کے ذریعہ پشاور سے خلیج بنگال تک کا وسیع و عریض علاقہ اور ساتھ ساتھ ملتان و سندھ کو سخر کیا، اور اپنا سکہ ہر طرف جاری کر دیا۔ امجد۔

غوری کا مقبرہ دھمیک قبے سے نکل کر ٹیلوں، ٹبوں اور اوپر پیچے میچے موڑوں اور سنگلار خ زمین سے گزر کر کوئی دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، اور یہ کھلا اور خالی علاقہ ہے، فاصلے فاصلے پر جھوٹے جھوٹے گاؤں یا کاد کا گھر واقع ہیں، جس جگہ یہ مقبرہ واقع ہے، وہ دھمیک کے مضائقات میں موضع چوہان کہلاتا ہے، عجیب اتفاق ہے، پر تھوڑی راج چوہان مہاراجہ دلی واجمیر کو شکست دینے والے غوری کے مدفن اور مقتل کا نام، موضع چوہان ہے، معلوم نہیں اس جگہ کا یہ نام کب پڑا ہے، اور کیوں پڑا ہے؟ یہاں ایک جگہ کا نام مقامی لوگوں کی زبان میں ”غوری دا پھڑہ“ بھی ہے (پھڑہ شائد بند اور حصار کو کہتے ہیں) حالانکہ یہ دیہاتی لوگ بالعموم جانتے بھی نہیں کہ غوری کیا لفظ ہے؟ اور اس نام کا کیا پس منظر ہے؟ لیکن بظاہر غوری کے دور (آٹھو سال پہلے) سے اب تک یہ نام ان لوگوں کی زبان پر چڑھتے آنکھی بڑی شہادت اور ثبوت اس بات کا ہے کہ یہاں غوریوں کے ہنگامے برپا رہے ہیں۔

تحا یہاں ہنگامہ ان صحرائشتوں کا بھی

اس طرح دھمیک کا نام بھی اسی دور کی یادگار ہے، جو آج تک برقرار ہے، طبقات ناصری کے مصطفیٰ قاضی منہاج، غوری سے سب سے قریب العہد اور اسی زمانے کے مؤرخ ہیں (ولادت ۵۸۹ھ) اس نے دھمیک کا ذکر کیا ہے، اسی طرح دوسرے مؤرخین نے بھی۔

ہم ادارے سے سوا چار بجے عصر کو نکلے تھے راستے میں ایک جگہ دس پندرہ منٹ کے لئے زکے بھی تھے، اور ساڑھے چھ بجے ہم غوری کے مزار پر تھے۔

ادارہ سے نکل کر چکلالہ روڈ سے راول روڈ پر چڑھے، پی ایف ایئر میں کراس کر کے فوجی ٹاور کی طرف مڑے، فوجی ٹاور کے سامنے ٹیپور روڈ سے ہوتے ہوئے دارالامان موڑ کے قریب رحیم آباد کی طرف بغلی راستے پر اتر گئے، رحیم آباد سے گزر کر فلامی اور کے پیچے سے ہوتے ہوئے ہم عمار چوک (سکیم تھری) پار کر کے جناح پارک کے سامنے سے گزر کر ایوب پارک کے قریب جی ٹی روڈ پر پہنچے، عمار چوک سے پچھری کی طرف سیدھے جانے کے بجائے ہم پارک کے ساتھ ساتھ بائیں طرف مڑ گئے تھے، پچھری چوک والے راستے کی بُنُسِت یہ راستہ مختصر ہے، ادارہ سے غوری کے مزار تک یہ کل مسافت 85 کلومیٹر بنی، ایک گھنٹہ، ہم مزار پر رہے، یہاں ہم نے مسنون فاتحہ پڑھی اور ایصال ثواب بھی کیا، ڈیجیٹل کیمرے سے یہاں کے مناظر محفوظ کئے، مزار کے احاطے میں غوری کے تین محافظ سپاہیوں کی بھی قبریں ہیں، جو قاتلانہ

حملہ میں غوری کے ساتھ ہی جان کی بازی ہار گئے تھے۔

مزار کا کل محيط رقبہ 22 کنال ہے، یہ مزار جدید فن تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے، اور سارا انیابنا ہوا ہے، غوری کی قبر کا تعمیر کافی بلند ہے، اور یہ تھویز جس سطح زمین پر ہے، وہ ہمار سطح سے کافی بلند ہے، میر ہیاں چڑھ کر مزار کے احاطے میں آدمی پہنچتا ہے، مزار ایک گنبد والی عالی شان عمارت میں ہے، گنبد کے اندر پچھ کاری کا منقش خوبصورت کام ہوا ہوا ہے، بہت بڑا فانوس اس میں آ دیزاں ہے، دیواروں اور فرش پر مکمل سنگ مرمر لگا ہوا ہے، چاروں طرف عالی شان دروازے کھلتے ہیں، قرآنی آیات و مقدس کلمات اور اشعار پر مشتمل خطاطی کی شاہکار سنگ مرمر کی تختیاں اور کتبے چاروں طرف مزار کے درود دیوار پر لگے ہوئے ہیں، مزار کی یہ تعمیر نو 1995ء میں، ایمی سائنسدان فخر پاکستان ڈاکٹر عبد القدر خان صاحب بالقاہہ کی ذاتی دلچسپی اور نگرانی میں ہوئی ہے، جس کے لئے انہوں نے مختلف اداروں سے فنڈ جمع کر کے کروڑوں روپے فراہم کئے تھے، اور اس مزار کے لئے وسیع قطعہ زمین حاصل کر کے اس کی تعمیر نو کی۔

مزار کے احاطے میں غوری میزاں کا ایک خوبصورت، اوپر فولادی ماذل نصب ہے، اور دائیں باسیں ڈاکٹر صاحب موصوف اور غوری کی بڑی قد آور تصاویر کی پینٹنگ نصب ہے، غوری میزاں اس عظیم سلطان شہاب الدین غوری کی یاد ہمیں دلاتا ہے، یہ میزاں پاکستان نے انہیں پرتوہی میزاں کے جواب میں ڈیزائن کیا تھا، پرتوہی میزاں، پرتوہی راج کے نام سے موسم ہے، جودی واجیہ کاراجہ اور مجموعی طور پر ہندوستان کا مہاراجہ تھا، اور غوری نے اس کو شکست دیکر ہند میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔

غوری میزاں 1998ء میں بنا، اس کا شیٹ فائز 6 اپریل 1998 کو ہوا تھا، اس کی رشی 1500 کلو میٹر

(جاری ہے)

ہے۔

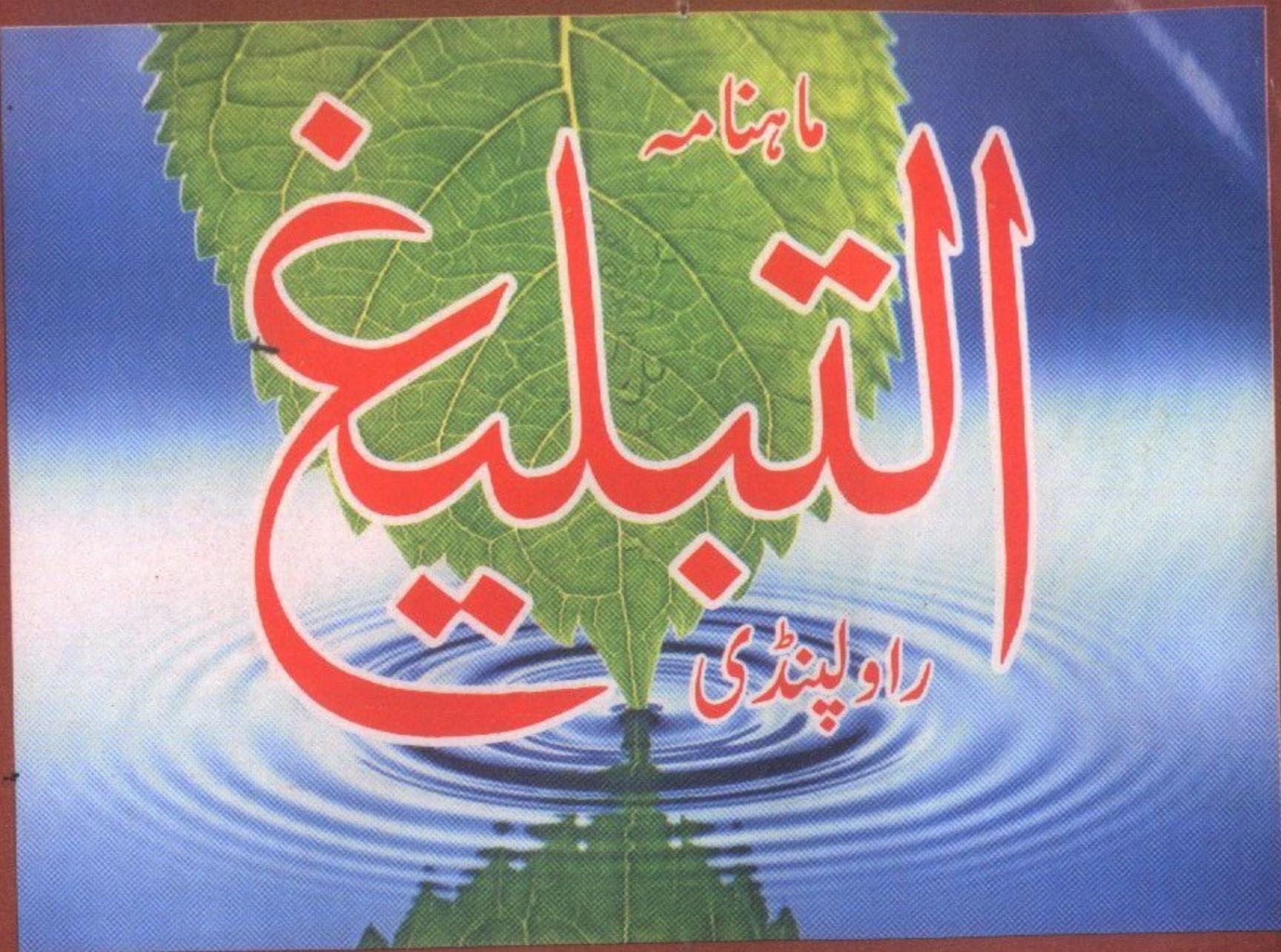
شیو عباسی الیکٹرونکس

با اختیار ڈیلر
Awlance
CORONA
UNITED

فرنج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوس، استری، گیزر، کچن کی تمام و رائی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی - فون: +92-51-4429781



اکتوبر 2013ء - ذوالقعدۃ ۱۴۳۴ھ (جلد ۱۰ شمارہ ۱۱)



تَرْيِيب وَتَهْرِيْب

صفحہ

۳	اداریہ مفتی محمد رضوان	مفتی محمد رضوان کا سکینڈل
۶	درس فتویٰ (سورہ بقرہ: قط ۱۰۸) چاند کی افادیت اور گھروں کی پشت سے داخلہ کی حیثیت ... //	
۱۲	درس حدیث قبر میں سوال و جواب //	
مقالات و مضامین: تزکیہ نفس، اصلاح معاشرہ و اصلاح معاملہ		
۲۰	ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی ادارہ	
۲۲	جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بھاریں: قط ۱۳) مفتی محمد امجد حسین	
۲۷	سلطان شہاب الدین غوری کے مقتول پر (قط ۲۶) محمد امجد حسین	
۳۳	ماہ رمضان: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات و واقعات مولانا ناطارق محمود	
۳۵	علم کیے میثار: وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان مفتی محمد امجد حسین	
۳۸	تذکرہ اولیاء: حیات لطیف الامت (قط ۶) مفتی محمد امجد حسین	
۴۵	پیارے بچوں حضرت ابراہیم علیہ السلام مولانا محمد ناصر	
۴۷	بزم خواتین حسد (چتجی و آخری قط) مفتی محمد یونس	
۵۰	آپ کے دینی مسائل کا حل .. نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع غروب کے وقت نماز پڑھنا۔ ادارہ	
۸۲	کیا آپ جانتے ہیں؟ سونے کے آداب (دوسری و آخری قط) مفتی محمد رضوان	
۸۳	عبرت کده حضرت یوسف علیہ السلام (قط ۳۹) ابو جویریہ	
۸۶	طب و صحت جمامہ یا سینگی لگوانا (قط ۳۲) مفتی محمد رضوان	
۹۲	اخبار ادارہ ادارہ کے شب و روز مولانا محمد امجد حسین	
۹۳	اخبار عالم قومی و میں الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں حافظ غلام بلاں	

محمد امجد حسین

نظراء وطن

سلطان شہاب الدین غوری کے مقتول پر (قطع ۲)

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا

یہ اسلام ہی کا بخششا ہوا جذبہ اخوت اور دین ہے، جو وہ پوری امت مسلمہ میں قائم کرتا ہے، کہ اپنے ماننے والوں کو تمیز رنگ نسل سے بے نیاز کر کے ”خیر الامم“، ”کاعز ازا اور“ ”انما المومونون اخوة“، ”کامنشور“ ”المسلم اخو المسلم“ کا دستور فراہم کرتا ہے۔

اسلام کی عطا کردہ، اس روحانی، ربانی، شعور اور ذوق یقین ہی کا اثر ہے، کہ یہ برہمن زاد، چوہان راجپوت جو نسب نسل میں پر تھوی راج کا ہم نسب ہے، لیکن اپنا ہیر و شہاب الدین غوری کو قرار دیتا ہے، اپنی اس اسلامی تاریخ پر فخر کرتا ہے، جو شہاب الدین غوری نے مرتب کی، ورنہ آج مسلمانوں میں ایسی لبرل و سیکولر پوری نسل تیار ہو کر میدان میں سرگرم عمل ہے، جو اسلامی معاشرے کا جزو ہوتے ہوئے بھی، مسلمان سوسائٹی سے تمام تو انسیاں کشید کرتے ہوئے بھی کبھی سندھ کے راجہ داہر پر فخر کرتی ہے، اور محض لسانی اور علاقائی بنیادوں پر محمد بن قاسم کے مقابلے میں اسے اپنا ہیر و قرار دیتی ہے، تو کبھی فکری بنیادوں پر محمد عربی کی تعلیمات کے مقابلے میں کارل مارکس، یعنی اور اسالن کو اپنا فکری امام گردانتی اور کیونس مینوفیسٹو (Meno Festive) میں راہ نجات ڈھونڈتی ہے، اور کہہ و کعبہ کے بجائے پہلے ماسکو و کریملن اور اب برلن اور واشنگٹن کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیتی ہے، خیر پختونخوا کے سرخ پوش نیشنلیٹوں کے ایک بڑے لیدر نے کچھ سال پہلے میڈیا کے ایک چینل پر کس دیدہ دلیری سے محمد بن قاسم کو ریگیدتے ہوئے، راجہ داہر کی شان میں قصیدے پڑھے تھے، اور اسے اپنی تاریخ کا ہیر و قرار دیا تھا، یہی حال سندھ کے قوم پرستوں کا بھی ہے، اقبال نے اسی تناظر میں ایک فلسفہ زدہ سیدزادے سے خطاب کیا تھا کہ:

آبا ہیں میرے لاتی و مناتی

میری کف خاک برہمن زاد

زناری بر گسائ نہ ہوتا

میں ہوں اصل کا خاص سومناتی

تو سید رسول ہاشمی کی اولاد

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا

چھوٹی میمونہ کی شکوہ سنجی

میمونہ عرفان اکبر صاحب کی پانچ سالہ بیٹی ہے، ماشاء اللہ بڑی ہونہار اور ہونہار بردا کے چکنے چکنے پات

کی مصداق ہے، میمونہ دھمیک کے سفر میں ہماری ہم سفر تھی، اور موڑ سائیکل کی تیری سوار، اتنا طویل سفر اور گرمی کا موسم بڑے اطمینان اور سکون سے طے کرنا اس کی ہمت تھی، اور اس کے جفا کش والد کے انداز تربیت کا ایک مظاہرہ بھی، جو اسے ”غمی ڈیڈی نسل“ کا ہم قرین بنانے کی بجائے جفا کشی اور ہمت و محنت کا خوگر بنانا چاہتے ہیں، اللہ کرے کہ یہ پچھی والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے، پچھلے ماہ سفر نامے میں اس کا ذکر میں نہ کر سکا تھا، رسالہ نشر ہونے کے محض ایک دو دن بعد بھائی عرفان کا فون آیا کہ میمونہ آپ سے بات کرنا چاہتی ہے۔ فون پر مخصوص میمونہ نے چھوٹتے ہی کہا کہ ”انگل! میں آپ کی پٹائی لگاؤں گی، آپ نے میرا نام کیوں نہیں لکھا؟“، میں نے اس کی دلジョئی کی، معذرت کی، اور وعدہ کیا کہ آئندہ ان شاء اللہ آپ کا ذکر بھی کروں گا، بلکہ دورانِ سفر میمونہ کو کان پر کسی چیز نے کاٹ بھی لیا تھا، کان کی لُوس رخ ہو گئی، اور درد ہونے لگا، تب ایک میڈیکل شور سے اس کے لئے لوشن، مرہم، اور دوائی دلائی گئی، اور لگائی کھلانی گئی (لو بھئی! میمونہ آپ کا ذکر خیر شاملِ داستان ہو گیا)

غوری کے قاتل کون.....؟

اس بارے میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں، درج ذیل قوموں کو مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے، اور ان پر فرد جرم عاید کی گئی ہے۔ (۱)..... گکھڑ (۲)..... کھوکھر (۳)..... اسما عیلی ملاحدہ (عرب مورخین کی اصطلاح میں فدائیین یا حشیشین) ۱

۱۔ کھوکھر اور گلکھڑ کے متعلق خود یہ تاریخی قضیہ بھی موجود ہے کہ یہ ایک قوم کے دو نام یاد دشائیں ہیں، یاد دالگ الگ قومیں ہیں، بدایوں کے علاوہ جن مورخین کے ہاں صرف ایک تلفظ کھکھر یا گلکھڑ ملتا ہے، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مورخین اس خطے میں ایک ہی قوم کو جانتے ہیں، جس کو وہ کھکھر یا گلکھڑ کہتے ہیں، ہم خواہ کھوکھر کہیں یا گلکھڑ، لیکن دوسری طرف ابن خلدون اگر لاہور اور ملتان کے درمیان کھوکھروں کا مسکن لکھتا ہے، تو یہ خطہ پوٹھوار سے باہر علاقہ ہے، جبکہ گلکھڑوں کی تاریخ زیادہ تر میانپولی، ڈیرہ جات، خوشاب، جہلم، سے لے کر خطہ پوٹھوار تک (اور کچھ حصہ موجودہ ہزارہ کا) کے گرد گھومتی ہے، البتہ ملتان کے قریب پرانی شجاع آباد روڈ پر ایک تاریخی قصبہ کھوکھر کے نام سے موجود ہے، کہا جاتا ہے کہ اس علاقہ پر کھوکھروں کی حکومت رہی ہے، اور یہ قصبہ کھوکھروں کا مرکز حکومت و مستقر تھا، کھکھڑ کے قریب ہی ہمروٹ (باقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

گھرداروں پر تو اس جرم کا الزام دراصل سورخ ابوالقاسم فرشتہ کی غلط فہمی پر منی ہے، ورنہ بادی التظر میں وہ اس جرم سے بری ہیں، البتہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں مطلقاً ”کُلُّ“ ہی لکھا ہے۔

فرشتہ ۲ گھرداروں کو کھر میں امتیاز اور فرق نہیں رکھ سکا، اپنی تاریخ میں کئی جگہ اس نے گھرداروں کو کھر کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تاریخی مقام ہے، ہمایوں بادشاہ مغل کے عہد میں یہاں فتح خان کھوکھر کا تسلط و حکومت تھی، ہمروٹ کے قبرستان میں بڑے بڑے کھوکھر سرداروں کی قبریں ہیں، کھوکھرداروں کے متعلق تاریخ میں یہ بھی ملتا ہے کہ یہ بادشاہ محمود غزنوی کے ہمراہ پوٹھوار وغیرہ، علاقوں میں آ کر آباد ہوئے تھے، اور ہائی الاصل ہیں (دیکھئے، انسائیکلو پیڈیا ”پاکستانیکا“، زیرِ مادہ) جبکہ گھرداروں قدیم مشرک قوم ہے، جوزمانہ قبل مسح کے کسی دور میں اس علاقے میں آئے، اور محمود غزنوی کے حملوں کے وقت یہ پہلے سے یہاں موجود اور انہیں پال کے لشکر کا حصہ تھے، یہ نہایی زور آور، وحشی اور سرکش قوم تھی، شہاب الدین ہو یا اس کے تین ساڑھے تین سو سال بعد شیر شاہ سوری، ہر فاتح اور مہم جو کے ساتھ اس قوم نے اپنے عہد میں بھر پور پنجہ آزمائی کی ہے، مغلوں کے ساتھ البتہ ان کے تعلقات حلیفانہ و مطیعانہ رہے ہیں۔

۲ ملک محمد قاسم ہندوشاہ، لقب فرشتہ ہے۔

ملک استر آباد ہے، ولادت ۱۵۵۲ء (۹۵۷ھ) کے لگ بھگ ہے) پہلے احمد آباد (گجرات) میں مرتفعی نظام شاہ کے دربار سے وابستہ رہے، پھر بیجا پور آئے، اور ابراہیم عادل شاہ (حاکم بیجا پور) کی ملازمت اختیار کی، ابراہیم عادل شاہ علم دوست شخص تھا، اور ابوالقاسم علوم و فنون سے آرائستہ باکمال فرد خصوصاً تاریخ سے اسے بہت دلچسپی، اور تاریخ میں مہارت تھی، ابراہیم عادل شاہ نے علم تاریخ میں اس کی مہارت کے پیش نظر انہیں ہندوستان کی مربوط تاریخ لکھنے کا حکم دیا، فرشتہ یہ چاہتا تھا کہ تاریخ میں حقائق بلا کم و کاست نقل کے جائیں، تعصب، کسی کی بے جا حمایت کا اس میں اثر نہ ہو، اور بادشاہ کی سرپرستی میں تاریخ لکھنے کی صورت میں شائد امانت و دیانت کے اس فریضے کی صحیح معنوں میں بجا آوری نہ ہو سکے، اس لئے وہ ٹال مٹول کرتا رہا، آخر بادشاہ کے اصرار پر اس نے عملًا بادشاہ کے باپ علی عادل شاہ کے قتل کا واقعہ لکھا، جو اپنی ایک نامناسب حرکت کی وجہ سے قتل ہوا تھا، صحیح واقعہ لکھ کر بادشاہ کو دکھادیا، بادشاہ بھی علم دوست اور انصاف پر در تھا، اس نے اس پر بھی فرشتہ کی حوصلہ افزائی کی کہ اسی طرح جرأت اور حقیقت کی رعایت کے ساتھ تاریخ لکھئے۔

فرشتہ نے یہ تاریخ 1206ء میں شروع کر کے 1211ء میں مکمل کی، 32 تاریخی کتب سے استفادہ، اس نے اپنی تاریخ میں کیا ہے، گذشتہ صدی میں تاریخ فرشتہ کے دوار دو ترجمے ہوئے، دونوں لفظی تھے، ایک مطبع نول کشور سے دوسرا حیدر آباد دکن کے دارالترجمہ سے شائع ہوا۔ ایک رواں اور سلیمانی ترجمہ خواجه عبدالمحیی ایم اے 4 کا 2003ء میں لاہور سے شائع ہوا، جو ہمارے پیش نظر ہے، کہکر اور کھوکھر کے التباہ کے علاوہ فرشتہ نے دھمیک کو برہمیک لکھا ہے، یہ بھی غلطی ہے، کیونکہ باقی مورخین نے دھمیک ہی لکھا ہے، اور موقع پر ابھی تک اس موضع کا ہی نام ہے، تاریخ فرشتہ 4 جلدیں میں مکمل ہوئی ہے۔ فرشتہ گھرداروں یا کھوکھرداروں کا علاقہ دریائے سندھ سے لے کر (میانوالی سے دریائے سندھ تھا ہے) کوہ شوالک کے دامن تک قرار دیتا ہے۔ ایضاً۔

۱ ابن خلدون:

ابن خلدون ۳۲۷ھ (بمطابق 1332ء ۱۴۰۶ھ میں) تیونس میں پیدا ہوئے، 808ھ میں قاہرہ (مصر) میں فوت ہوئے، ابن خلدون کی زندگی سیاسی مہمات اور حوادث و انتقالات سے بھر پور زندگی تھی، قلعہ ابن سلامہ میں ابن خلدون نے گوشہ نشینی اور یکسوئی کے چند سال گزارے، انہی چند سالوں میں علم و فضل کے اس پیکرنے وقت کی تقدیر دانی کرتے ہوئے، مقدمہ ابن خلدون اور تاریخ ابن خلدون کی شکل میں دنیا کو ایک قابل قدر تھفہ دیا، خصوصاً مقدمہ ابن خلدون نے تو ابن بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

خلط ملط کر دیا ہے، وہ کھوکھر کو کہکر لکھتا ہے، حالانکہ یہ تلفظ و رسم الخط دوسرے فارسی مآخذ میں کھوکھروں کے لئے نہیں، بلکہ گلکھڑوں کے لئے استعمال ہوا ہے (جیسا کہ بدایونی نے گلکھڑ کا تلفظ سے کہکر لکھا ہے) اس طرح ان دونوں ناموں میں شدید التباس پیدا ہو جاتا ہے، رہی سہی کسر کا تبوں نے پوری کردی، تاریخ فرشتہ میں اس طرح کی بہت کتابت کی غلطیاں ہیں، کئی جگہ کہکر لکھا، اور چھپا ہے، اور اس سے مراد کھوکھر لیتے ہیں، سلطان آدم جو گلکھڑ راجہ تھا، جس کے ساتھ شیر شاہ سوری کی جنگیں ہوتیں، اور روات کے قریب سوری کے ساتھ جنگ میں وہ کام آیا، اور مقتول ہوا، روات میں ہی اس کا قلعہ نما مقبرہ تاریخی عمارت ہے، جس کا تعارف ہم اپنے ایک سفر نامے میں انہی صفحات پر کرچکے ہیں، تاریخ فرشتہ میں اسے کہکر لکھا ہے، جس سے مراد وہ کھوکھر لیتے ہیں، حالانکہ بدایونی نے منتخب التواریخ میں کہکر کا تلفظ اور رسم الخط گلکھڑوں کے لئے استعمال کیا ہے، کھوکھروں کو اس نے کھوکھر ہی لکھا ہے، اور گلکھڑ کھوکھر کے فرق کو ملاحظہ رکھا ہے۔ اسی طرح تملک چندر کھوکر، حضرت کھوکھر کو فرشتہ نے کہہ کر لکھا ہے، حالانکہ کھوکھر لکھنا چاہئے تھا، تاکہ گلکھڑ کا اشتباہ نہ ہو، کیونکہ دوسرے فارسی مورخین کہہ کر کا ہجاتی تلفظ گلکھڑوں کے لئے استعمال کرتے ہیں، نہ کہ کھوکھروں کے لئے۔

اب یا تو اسے خود ابوالقاسم فرشتہ کی رسم الخط اور ہجاتی تلفظ میں باریک فرق کو ملاحظہ رکھنے پر، محمول کیا جائے گا، یا فرشتہ سے حسن ظن رکھیں کہ وہ ایسی غلطی بار بار نہیں کر سکتا، تو پھر کاتبوں کے کھاتے میں یہ جرم جاتا

﴿گزشتہ صفحے کا باقیہ حاشیہ﴾

خلدون کو لازوال شہرت بخشی، اور اس کا نام، ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا، ابن خلدون علم تاریخ میں امامت اور اجتہاد کا مرتبہ رکھتا ہے، مقدمہ ابن خلدون فلسفہ تاریخ اور اصول تاریخ پر اس کا وہ لازوال اور قابل قدر شاہکار ہے، کہ جس نے دنیا کو تاریخ نگاری کے اصول اور قوانین عطا کئے، مشرق و مغرب میں گزشتہ چند صدیوں سے راجح تاریخ کے جس اسلوب اور معیار کی بنیاد پر ہی، وہ بہت کچھ ابن خلدون کے مقدمہ تاریخ کے مرہون منت ہے، ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں سلطنتوں اور سوسائٹیوں، تہذیبوں اور تمدنوں کے عروج و وزوال، آغاز و اختتام کا بڑا منضبط اور مربوط فلسفہ پیش کیا ہے، اور تاریخ کے لئے روایت و درایت اور جانچ پر کھکی، بہترین کسوٹی مرتب کی ہے، ابن خلدون کی تاریخ چونکہ عربی میں ہے، اس نے عربی تلفظ کے تحت کھوکھر کو لکھ لکھا ہے۔

گلکھڑ قوم میں اسلام عمومی طور پر شہاب الدین غوری اور اس کے بعد پھیلا ہے، جب ایک مسلمان بزرگ اس علاقے میں ان کے پاس رہے، یا ان کے ہاتھوں گرفتار ہوئے، اور اس نے ان کو اسلام سے متعارف کیا، اور قوم کے سردار نے اسلام قبول کیا، تو اس قوم میں اسلام کے فروع کی راہیں کھلیں۔

فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اس قوم کے بعد غوری اسلام قبول کرنے کا یہ واقعہ لکھا ہے، دیکھئے فرشتہ ج ۱، ص ۱۵۱۔

ہے، اور کتابت کی بے احتیاطی یا غیر ذمہ داری کبھی جاسکتی ہے کہ ایک قوم کا بارگناہ اس کی گردن سے اٹھا کر دوسری قوم کے سرڈال دیا گیا، جو اس جرم سے بری ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقتہ الحال۔
اب رہ گیا دو قوموں کا معاملہ، کھوکھر اور اسماعیلی محدثین۔

قاضی منہاج کا اسماعیلیوں پر فرد جرم

طبقاتِ ناصری کے مصنف قاضی منہاج سراج (۶۵۸ھ بمقابلہ ۱۲۶۰ء) اسماعیلیوں کو قاتل قرار دیتے ہیں، اور مورخین میں اس معاٹے میں قاضی منہاج منفرد ہیں، متقدم مورخین نے بھی قتل کا یہ جرم اسماعیلیوں کے کھاتے میں نہیں ڈالا، اور متاخر مورخین نے بھی بالعموم قاضی منہاج کی روایت کو قبول نہیں کیا، بلکہ باقی مورخین کے بیان کو ہی لیا ہے، جو کھوکھروں کو قاتل قرار دیتے ہیں۔

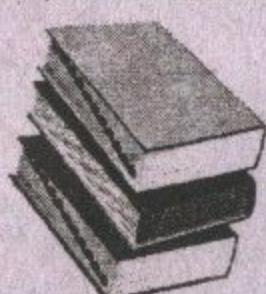
قاضی منہاج کی اس روایت کی بنیاد کیا ہے؟ اس سلسلے میں ایک قیاس تو یہ کیا گیا ہے کہ سندھ و ملتان میں اسماعیلی قرامطہ یعنی باطنیین کی سلطنت کے آثار و کھنڈرات پر ناصر الدین قباچہ نے اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی، جو شہاب الدین غوری کا صوبہ دار تھا، اس اثناء میں جب غوری کا واقعہ قتل پیش آیا، تو سندھ و ملتان میں عامۃ الناس کو باطنی اسماعیلیوں سے متفکر کرنے کے لئے سیاسی طور پر عوامی دنیا میں افواہ کی حیثیت سے اسماعیلیوں کو قاتل نامزد کر کے مشتہر کیا گیا، اور یہی پھیلی ہوئی باقی قاضی منہاج تک پہنچیں، اور اسماعیلی اس سلسلے میں پہلے ہی بد نام تھے، کہ سو ڈریڑھ سو سال سے اسماعیلی فدائیین کے خبر بردار ٹولے سارے عالمِ اسلام میں خوف و دہشت برپا کئے ہوئے تھے، ان خبر بردار حشیشین (چرسی) فدائیین کے ہاتھوں دنیاۓ اسلام کے انتہائی قیمتی لوگ ضائع ہوئے، بڑے عظیم سلاطین، شاہزادے، امراء، وزراء، اہل علم و فضل لوگ ان خبر بردار خونی قاتلوں کے ہاتھوں پُر اسرار طریقے پر شہید ہوتے رہے، جو بہت گہری پلانگ، خفیہ منصوبہ بندی، عیاری و مکاری کی نہایت باریک اور پوشیدہ چالوں سے شاہی درباروں، امراء کے محلات، اور محفوظ مقامات تک پہنچ جاتے، اور آناؤ فاناً ظاہر ہو کر ہاتھ دکھا جاتے، نظام الملک جیسا مدبر اور عالی دماغ سلجوقي وزیر ان درندہ صفت اور بے رحم فدائیین (حشیشین) کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

(۲)..... قاضی منہاج کی اس روایت کی دوسری وجہ یہ بھی قیاس کی گئی ہے کہ فدائیین کا لفظ عام طور پر اسماعیلی مفسد خبر بردار جزوی قاتلوں کے لئے راجح تھا، اور خود تاریخ میں ان اسماعیلیوں کے لئے فدائیین کا لفظ بکثرت استعمال ہوا ہے، حتیٰ کہ یہ لفاظ سن کر اسی گروہ اور فسادی ٹولے کا تصور ہن میں ابھرتا ہے، اب بعض مورخین نے اس عمومی اصطلاح سے ہٹ کر لغوی طور پر کھوکھروں کی اس جانباز جماعت کے لئے جنہوں نے جانوں پر کھیل کر غوری کو شہید کیا، انہیں فدائیین لکھا، جیسا کہ خود بدایوں نے بھی، "فدائیان

کھوکھر،^۱ لکھا ہے، اب دوسرے مورخین کے ہاں صرف فدائی کا لفظ دیکھ کر قاضی منہاج اس سے مراد اعلیٰ باطنی فدائی گروہ سمجھ بیٹھے، یہ قیاسات ریاست علی ندوی نے اس موضوع پر اپنے ایک مقالے میں کئے ہیں، لیکن یہ دونوں باتیں محلِ نظر ہیں۔^۲ (جاری ہے.....)

۱۔ کھوکھروں کے متعلق ابن خلدون کہتا ہے کہ یہ، لاہور اور ملتان کے درمیان دشوار گزار پہاڑیوں میں آباد ہیں، اور ان کی افرادی قوت اور طاقت کافی زیادہ ہے، ابن خلدون لکھتے ہیں کہ سلطان غوری ۶۰۲ھ میں کھوکھروں کی سرکوبی کے لئے آیا، جب وہ باغی اور سرکش ہو چکے تھے، سلطان کے گورنر لاہور کو خراج دینا بند کر کے ان کو لکارنے لگے تھے، لاہور اور غزنی کے درمیان کے راستے اور قافلے ان کے فتنہ سے غیر محفوظ ہو گئے، کہ کھلے عام، غارت گری اور لوٹ مار چانے لگے، ابن خلدون نے سلطان کے حالت نماز میں سجدہ میں شہید ہونے کا ذکر کیا ہے، اور قاتلوں کے بارے میں ابن خلدون نے بھی اختلاف لکھا ہے کہ اس اعلیٰ باطنی یا کھوکھروں میں سے کوئی گروہ ہے۔

۲۔ ریاست علی ندوی کا یہ مقالہ ۱۹۴۶ء میں المعرف (زیر ادارت، سید سلیمان ندوی) میں چھپا (دیکھئے عہد اسلامی کا ہندوستان)



ستی کتب ملنے کا با اعتماد ادارہ

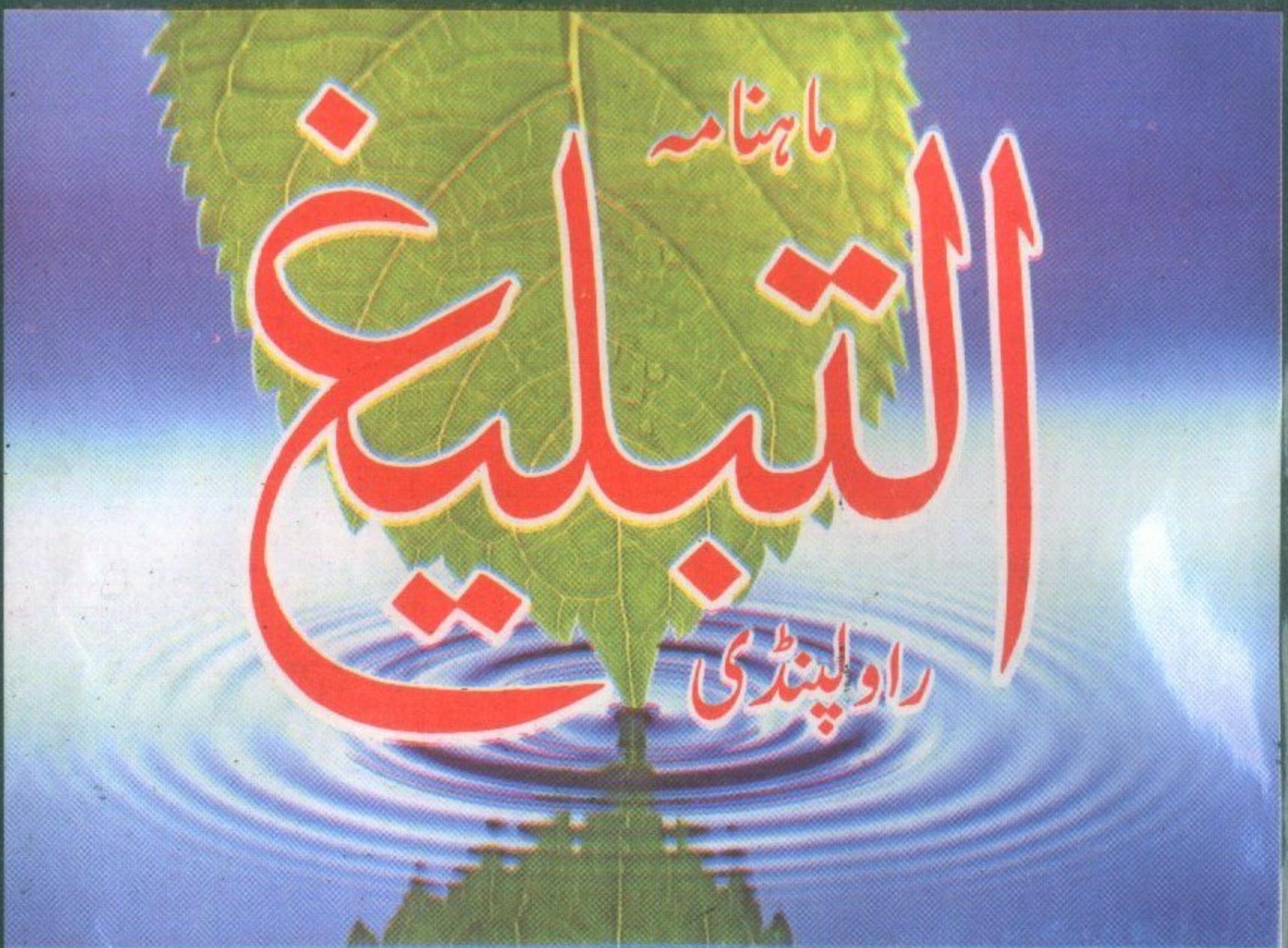
خوشخبری

اسلامی کتاب بھر

ہمارے ہاں تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور دیگر بہت سے موضوعات پر تمام کتب بار عایت دستیاب ہیں
اس کے علاوہ درسی کتب و شروعات بھی دستیاب ہیں

پستہ: اسلامی کتاب گھر: خیابان سر سید، سیکٹر نمبر ۲، عظیم مارکیٹ
نژد گولڈن سی این جی پمپ، مین روڈ، راولپنڈی

فون: 0300-5065172-051-4830451



نومبر 2013ء - ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ (جلد اشمارہ ۱۲)



تَسْبِيبُ وَتَحْرِيرُ سِر

صفحہ

۳	اداریہ مفتی محمد رضوان	ماہ محرم یا عشرہ محرم میں شادی بیاہ..... مفتی محمد رضوان
۵	درس قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۰۹) مقاتلین سے قال کا حکم اور حد سے تجاوز کی ممانعت //	درس حديث رات کے شروع یا شام ہونے کی مبارک دعائیں //
مقالات و مضمومین: تزکیہ نفس، اصلاح معاشرہ و اصلاح معاملہ		
۱۵	جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط ۱۲) مفتی محمد امجد حسین	مفتی محمد امجد حسین
۲۰	سلطان شہاب الدین غوری کے مقتول پر (تیری و آخری قسط) محمد امجد حسین	محمد امجد حسین
۲۵	ماہ شوال: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات و واقعات مولا ناطارق محمود	مولانا ناطارق محمود
۲۸	علم کے مینار: امام تیجی بن مظہیں رحمہ اللہ مولا ناظر ناصر	مولانا ناظر ناصر
۳۲	تذکرہ اولیاء: حیات لطیف الامت (قطع ۷) مفتی محمد امجد حسین	مفتی محمد امجد حسین
۳۶	پیارے بچو! حضرت صالح علیہ السلام مولا ناظر ناصر	مولانا ناظر ناصر
۴۲	بزم خواتین مفتی محمد یوسف نرمی	مفتی محمد یوسف
۵۲	آپ کیے دینی مسائل کا حل نیند میں احتلام کے احکام ادارہ	ادارہ
۶۳	کیا آپ جانتے ہیں؟ رات اور دن بھر کے ذکر سے افضل کلمات مفتی محمد رضوان	مفتی محمد رضوان
۶۵	عبرت کدھ حضرت یوسف علیہ السلام (قطع ۳۰) ابو جویریہ	ابو جویریہ
۶۸	طب و صحت حجامہ یا سینگی لگوانا (قطع ۵) مفتی محمد رضوان	مفتی محمد رضوان
۸۱	خبر ادارہ ادارہ کے شب و روز مولا ناظر ناصر	مولانا ناظر ناصر
۸۳	خبر عالم قومی و بین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں حافظ غلام بلاں	حافظ غلام بلاں
۸۳	ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر ۱۰ (۱۴۳۳ھ) کی اجمالی فہرست مولا ناطارق محمود	مولانا ناطارق محمود

سلطان شہاب الدین غوری کے مقتول پر (تیری و آخری قسط)

غوری کا مدفن غزنیں یاد ہلی

غوری کے مدفن کے بارے میں مورخین بظاہر یک زبان ہیں کہ غزنیں میں اس مقتول سلطان کی میت لے جا کر دفنائی گئی، صرف فتوحات فیروز شاہی (سلطان فیروز شاہ تغلق ۵۲۷ھ بمقابلہ ۱۳۵۱ء کی اپنے عہد حکومت کی مرتب کردہ تواریخ اور یادداشیں، واضح رہے تغلق بادشاہ اور شہاب غوری کے درمیان ڈیڑھ سو سال کا فاصلہ ہے) میں سلطان شہاب کا مقبرہ دہلی میں ظاہر کیا گیا ہے، فتوحات فیروز شاہی کی یہ عبارت ہے تمام تاریخی حوالوں کے بھی اور نفسِ واقعہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ نہ کسی تذکرہ و تاریخ میں سلطان کے دہلی میں مدفون ہونے کا ذکر و تصریح ہے، اور نہ ہی فی الواقعہ دہلی میں سلطان موصوف کی قبر کا نام و نشان اور ثبوت ہے، زیادہ سے زیادہ فتوحات کی اس عبارت کے درست تسلیم کئے جانے کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے، جو ریاست علی ندوی مرحوم نے بھی سلطان کے مدفن کی تحقیق میں اپنے مقالہ میں قیاس کی ہے کہ سلطان شہاب نے جب دہلی فتح کرنے کے بعد اور یہاں اسلامی حکومت کی بناء رکھنے کے بعد ۵۹۳ھ میں مسجد قوت الاسلام کی بنیاد رکھی (یعنی قطب مینار کی تاریخ ساز و شہر آفاق مسجد جو اب بھی سرز میں دہلی میں اسلام کی عظمت رفتہ اور سلطان شہاب کے سطوت عظیمی کی یادداشی ہے، جس پر اقبال مرحوم کے کلام میں مسجد قوت الاسلام کے نام سے نظم بھی ہے) مسجد بنائے سلطان نے اپنے مقبرہ کے لئے بھی اس کے قریب کوئی عمارت بنوائی ہو، جو اس سلطان کے ہندوستان سے شدت تعلق ولگاؤ کی دلیل ہوگی، لیکن قدرت کی طرف سے اس کی موت بصورت شہادت مسافرانہ طور پر لکھی ہوئی تھی، لہذا یہاں دہلی میں تدفین کی نوبت نہ آئی، اور یہ خالی مقبرہ

۱۔ فتوحات فیروز شاہی کی اس موقع کی عبارت یہ ہے:

و مقبرہ سلطان معز الدین سام کہ دیوار غربی و تختہ ہائے اوکھنہ فرسودہ شدہ بود، تم تو کردہ آمد اخ۔۔۔ تین فتوحات ص ۱۳

ترجمہ: ایلیٹ بحوالہ عہد اسلامی کا ہندوستان۔

جبکہ فرشتہ غزنیں میں سلطان مقتول کی تدفین کا یوں ذکر کرتا ہے:

”تاریخ بست و دوم شهر شعبان سلطان شہاب الدین راغز نین رسانیدہ درخطیرہ کہ برائے دختر خود ساختہ بود دفن کر دند“ و یکھنے تاریخ فرشتہ جلد اول زیر ترجمہ۔

تغلق کے عہد تک قائم رہا ہو، کیونکہ فتوحات میں بھی صرف مقبرہ کا ذکر ہے قطع نظر اس کے کہ سلطان وہاں مدفن بھی ہوئے یا نہیں، تو اس حد تک فتوحات کی یہ عبارت باقی تاریخ اور نفسِ حقیقت کے معارض و متصادم نہیں بنے گی، فقط واللہ اعلم۔ اس لئے تاریخی طور پر تو معاملہ صاف ہے کہ سلطان کا مدفن غزنیں ہے، دہلی نہیں، سب تپ تاریخ کی بھی شہادت ہے۔

دھمیک میں سلطان کی قبر کیوں؟

لیکن خود غزنیں میں سلطان کا دفن ہونا میرے خیال میں بڑی ٹیڑھی کھیر ہے، اور ایک معہد ہے، نہ سمجھنے کا، نہ سمجھانے کا۔ ایک طرف تو سب کتب تاریخ سلطان کی میت کے غزنیں لیجانے اور وہاں تدفین ہونے کا ذکر کرتی ہیں، لیکن دوسری طرف ہمیں تاریخی لشکر پرچر، سفر ناموں، سوانح سے متعلقہ کتب میں ایسی خبر نہیں ملتی کہ کسی نے غزنیں میں سلطان کی قبر دیکھی ہو، اس کا حال لکھا ہو، اس کے بو سیدہ یا آباد ہوئے، چہل پہل یا ویرانی ہونے کا نقشہ کھینچا ہو، آخر تدفین اگر غزنی میں ہوئی تھی، تو وہ قبر یا مقبرہ بعد میں بھی موجود ہونا چاہئے تھا کہ سیاح وغیرہ وارد ہیں، صادرین جو بھی وہاں جاتے اس کے مقبرہ کو دیکھتے اس کا حال بیان کرتے، لیکن ایسا کچھ بھی کم از کم ہمیں تو تاریخ و سوانح میں نہیں ملا، افغانستان میں اور مشاہیر کی قبریں دیادگاریں بھی ہیں، کابل میں بابر کا مقبرہ، ہرات میں ملا جائی، امام رازی، واعظ کاشفی کے مقابر ہیں، غزنیں میں حکیم سنائی (صاحب حدیقه) مدفن ہیں، تاریخ کے مختلف ادوار میں اور قریبی عہد کے سفر ناموں ولشکر پرچر میں ان کا عام تذکرہ ملتا ہے، جبکہ سلطان شہاب کی قبر کا کوئی پتہ و نشان غزنی میں تدفین کے تذکرے کے علاوہ نہ تاریخ میں ملتا ہے، اور نہ فی الواقع آج یا ماضی قریب میں موجود رہا ہے، 1933ء میں علامہ اقبال، سید سلیمان ندوی اور سر راس مسعود نے کابل کے بادشاہ نادر شاہ کی دعوت پر افغانستان کا سرکاری دورہ کیا، غزنیں بھی ان کا جانا ہوا، اور سید سلیمان ندوی نے ”سیر افغانستان“ کے نام سے اس سفر کا مفصل و دلچسپ حال لکھا ہے، غزنی کے سفر کے مشاہدات و تاثرات لکھے، غزنی میں ہی سلطان محمود غزنی نوی اور ان کے والد سلطان سکنگین کی قبریں موجود ہیں، لیکن سلطان شہاب کے قبر کا یہاں کوئی اتنے پتہ نہیں، خیر خبر، ذکر مذاکرہ نہیں۔

نواب امتیاز الدین اور فخرِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب

نواب امتیاز الدین صاحب تقسیم ملک سے پہلے 40ء کے عشرے میں ضلع جہلم کے پولیس سپرینڈنٹ

تھے، تاریخ سے آپ کو بڑا گاؤ تھا، جہلم میں اپنی ملازمت کے مختصر عرصہ میں انہوں نے جہلم کے تاریخی مواقع اور مقامات کا خود جا جا کر جائزہ لیا اور دورہ کیا، اسی سلسلہ میں وہ دھمیک سلطان شہاب کے مقام شہادت پر بھی آئے، اور یہاں آپ کو سلطان شہاب کی غیر معروف اور گنائم قبر کی زیارت بھی کروائی گئی، اس کے بعد انہوں نے جہلم کے ایک اخبار (نئی زندگی) میں ایک مضمون شائع کرایا، اور محکمہ آثار قدیمہ کی توجہ دھمیک کی طرف دلائی کہ وہ سلطان کی قبر کی خبر لے، اور اس تاریخی یادگار کو محکمہ کی تولیت و تحويل میں لے کر محفوظ کرائے اور یادگار بنائے، اس سلسلے میں جہلم ہی کے ایک صاحب ذوق جناب جناب محمد اسلم صاحب (بکرالہ ضلع جہلم) نے سید سلیمان ندوی کی طرف بھی رجوع کیا، اور ان کے رسالہ "معارف"، "عظم گڑھ" میں سوال نامہ بھیجا کہ اس امر کی تحقیق کرائی جائے کہ دھمیک میں سلطان شہاب کی قبر ہونا تاریخی استناد رکھتا ہے یا نہیں (تاکہ محکمہ آثار قدیمہ کو مضبوط بنیاد فراہم ہوا یک تاریخی یادگار کے متعلق)

اس سوالنامہ کے جواب میں معارف میں ریاست علی ندوی صاحب مرحوم کا مفصل مقالہ شائع ہوا اور سلطان کے حوالے سے مختلف حل طلب مسائل کی تحقیق کی گئی اور دھمیک میں سلطان کے مدفن ہونے اور یہاں سلطان کے مرقد ہونے کی قطعی طور پر تردید کی اور تاریخی حوالوں سے اسی کو ثابت رکھا کہ سلطان کے یہاں مقتول ہونے کے بعد میت یہاں سے غزنین لے جائی گئی تھی، اس کے بعد معارف میں ہی ستمبر 1944ء میں جناب اسلم صاحب کا بھی ایک مضمون دھمیک کے محل وقوع وغیرہ کے متعلق مورخین کے بیانات کے تناظر میں شائع ہوا، یہ مفصل مقالہ ریاست علی ندوی صاحب کی تصنیف "عہدِ اسلامی کا ہندوستان" کا جزء بن کر 1950ء میں ہندوستان سے شائع ہوا (پاکستان میں اس کتاب کا ایڈیشن مئی 2001ء میں تخلیقات لاہور نے شائع کیا یہ ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے، احمد)

اس طرح 1940ء کے عشرے میں دھمیک میں سلطان کے مقبرے کو قومی یادگار بنانے اور محکمہ آثار کی تحويل میں دینے کی جو تحریک SP صاحب جہلم کی مساعی سے شروع ہوئی تھی، وہ موقوف ہو گئی۔

دوبارہ اس تحریک کو 1990ء کے عشرے میں جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب دام اقبال نے شروع کیا، جب انہوں نے پاکستان کے میزاں پروگرام کو قومی ہیروز کے نام سے موسم کرنے کا سلسلہ شروع کیا، تو انڈیا کے پر تھوی میزاں کے جواب میں غوری میزاں ڈیزاں ہوا، اور ساتھ ہی سلطان غوری کے مقبرہ کی دھمیک میں تعمیر جدید ہوئی، اب کے بارے میں انکا یاد رکارڈ درمیان میں نہیں انکایا گیا، اور ڈاکٹر صاحب نے اپنی ذاتی وجہ پر میں سلطانی مقبرہ کی تعمیر کا سلسلہ شروع کر کے تکمیل تک پہنچایا۔

ہم دھمیک میں سلطان کے مقبرہ کا وزٹ کر کے باہر نکلے، تو قربی مسجد میں جا کر نماز پڑھی، جو بالکل لب پڑک ہے، مسجد سے نکل کر ہمیں اتفاق سے ایک صاحب علم جو صاحب علم اور صاحب ذوق تھے، اور اسی ملاقات کے تھے، آگے کہیں ان کا گاؤں تھا، وہاں جا رہے تھے، ہم نے کچھ معلومات لینے کی خاطران سے عشاء سلام کی، بڑے خوش خلق تھے، اور بہت قیمتی معلومات انہوں نے ہمیں دیں، جن میں سے یہ بات بڑی اہم تھی کہ جب ہم نے ان سے پوچھا، ڈاکٹر صاحب کے پاس کیا قرآن یا ثبوت اس بات کے تھے کہ غوری یہاں مدفون ہے؟ ان کے بقول ڈاکٹر صاحب کا میلان ور جان یہی تھا کہ غوری یہیں مدفون ہوں گے، انہوں نے اپنی حد تک تحقیق کے لئے یہاں اس پورے بھے کی کھدائی کرائی، جو غوری کی قبر کی حیثیت سے جانا جاتا تھا، اور کافی گہری کھدائی کرائی، کھدائی میں ان کو ایک چیز تو یہ ملی کہ انسانی پنڈلی کی ایک لمبی ہڈی برآمد و دریافت ہوئی، جس کی لمبائی 73 انج تھی، پنڈلی کی یہ لمبائی یہاں کے لوگوں کے قد کاٹھ کے اعتبار سے واقعی کافی زیادہ ہے، اس طرح کے لمبے ڈنگے، چوڑے چکلے لوگ خراسانی و ایرانی لشکروں میں ہی ازمنہ و سلطی کے مسلم فاتحین کے ساتھ آتے تھے، یہ گویا اس بات کا بڑا واضح قرینہ تھا کہ پنڈلی کی یہ ہڈی سلطان غوری کے کسی لشکری، بادی گارڈ، محافظ کی ہوگی، جو سلطان کے خیمه پر حملہ کے دوران مارا گیا، چنانچہ مقبرہ کے احاطہ میں ایسے تین محافظ سپاہیوں کی قبریں موجود ہیں، دوسری چیز جو ڈاکٹر صاحب کو کھدائی سے منکشf ہوئی، وہ یہ کہ کھدائی کے نتیجے میں قبر کے نیچے تک کھدائی کے بعد عین اس قبر کے نیچے ایک دوسری قبر کے آثار نظر آئے، جو کبی ہوئی اینٹوں سے چنی گئی تھی، یہ امر ڈاکٹر صاحب کے لئے قریب قریب یقینی اطمینان کا باعث بن گیا کہ یہ شاہی قبر ہے، کیونکہ تاریخ سے اس کا پتہ ملتا ہے کہ ان قدیم بادشاہوں اور بڑے نامور لوگوں کی قبروں کے سلسلہ میں اس کا اہتمام کیا جاتا تھا کہ اصل قبر گنام و خفیہ رہے، چنانچہ ہندوستان کے خود مغلوں کے ہاں بھی یہ بات ملتی ہے کہ بادشاہ کی وفات پر چند ایک جیسی قبریں بنائیں کرتے اندھیرے میں ان میں سے کسی ایک قبر میں بادشاہ کو اس کا سب سے قریبی شخص پسروں خاک کرتا، دوسروں کو تو پتہ بھی نہ چلتا کہ ان میں سے کس قبر میں بادشاہ مدفون ہے، تاکہ کوئی بعد میں قبر کی بے حرمتی نہ کرے، یا میت کو نکالنے کی کوشش نہ کرے، کہ کوئی بد خواہ جتنی دیر میں اصل قبر تلاش کرے گا، اتنی دیر میں لوگ پہنچ جائیں گے، اور اصل قبر دست برداشت سے محفوظ رہے گی، اسی طرح غوری کی قبر بھی زمین کی گہرائیوں میں کئی تہہ بہتہ خالی قبروں کے نیچے بنی ہوگی، ظاہر ہے کہ بادشاہ کے علاوہ یہ اہتمام کسی اور کے قبر کے لئے کرنے کی ضرورت نہ تھی، اس پسمندہ اور دور دراز کے گاؤں میں کسی اور کے لئے اس طرح کے پاپڑ بیلے جانے کا تصور بھی نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں گزارش

چھوٹا منہ ہے بڑی بات کرنے لگا ہوں، بلکہ جسارت ہی سمجھنی چاہے، لیکن کہے بغیر رہا بھی نہیں جاتا۔

ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ بعض قومی اخبارات میں وقت فوت آپ کے قومی ولی مسائل، فکر انگیر مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں، آپ ایک مفصل مضمون دھمک کے مقبرہ کی تعمیر اور یہاں سلطان شہید کے مدفن ہونے کے متعلق اپنے نقطہ نظر اور اس کے آثار و قرائیں پر بھی تحریر فرمائے کر شائع فرمادیں، ہو سکتے ہے اس طرح کا مواد ڈاکٹر صاحب پہلے شائع بھی کر چکے ہوں، کیونکہ دھمک کے مقبرہ کی تعمیر 1995 میں ہوئی ہے، اگر ایسا موادر یکارڈ پر آچکا ہے، تو ہمیں اس کا پتہ و نشان اور حوالہ مل جائے، بہر حال تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے غوری کے مدفن کے باب میں میرے لئے یہ ایک شنسہ باب ہے کوئی ہے جو ہماری تشکیل کو بھی دورے کرے، اور تاریخ کے ایک الجھے ہوئے باب کو بھی سمجھائے؟
کس بمید ال ثغی آندھ سوار اں راچہ شد

فقط السلام واللہ اعلم بالصواب۔ احمد

خوشخبری سستی کتب ملنے کا با اعتماد ادارہ

اسلامی کتاب گھر

ہمارے ہال تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور دیگر بہت سے موضوعات پر تمام کتب بار عایت دستیاب ہیں
اس کے علاوہ درسی کتب و ثمر و حات بھی دستیاب ہیں

پستہ: اسلامی کتاب گھر: خیابان سرہسید، سیکٹر نمبر 2، عظیم مارکیٹ
نزد گولڈن سی این جی پسپ، میں روڈ، راولپنڈی

فون: 0300-5065172-051-4830451

OUR NATIONAL HERITAGE

**TOMB OF SULTAN
SHAHAB-UD-DIN
MUHAMMAD GHURI**

13 Km

OUR NATIONAL HERITAGE



TOMB OF SULTAN

**SHAHAB-UD-DIN
MUHAMMAD GHURI**

13 Km

مقبرہ
سلطان شہاب الدین غفرانی

مرقد
سلطان شہاب الدین محمد غفرانی

کلومیٹر 1



مدرسہ
سلطان شمس الدین احمد

1



گردنگاری ام جنگل







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد مغز الدین ابن سام جونوجواني میں شہاب الدین کھلاتے تھے اور بعد میں سلطان محمد غوری کے نام سے مشہور ہوئے۔ غور افغانستان سے بندوستان آئے انہوں نے ۱۵۰۵ء میں بندوستانی راجاؤں کی اجتماعی فوج کو جس میں کھڈر اور گوندرا اور دوسرے کئی راجپوت حکمران شامل تھے اور جس کا سربراہ دبلي اور اجمیر کاراجا رائے پنچورا المعرف پر تھوی رانج چوہان تھا بڑی دلیری سے لکارا۔ یہ لڑائی ۱۹۲۵ء میں دبلي کے شمال میں پانی پت کے قریب تھانیسر کے میدان میں لڑی گئی اور طلوع آفتاب سے لیکر سہ پیہر تک جاری رہی۔ سلطان محمد غوری نے زرہ اور خود پنکر خود فوج کی قیادت سنبھالی اور بارہ ہزار جانباز سواروں کو لیکر راجپتوں کے ایک لاکھ میں ہزار سور ماؤں کے شکر کے مقابلے کے لیئے میدان میں نکھل آئے بفضل اللہ تعالیٰ نہ صرف انکو فتح دکامرانی نصیر ہوئی بلکہ تمام مشہور راجے و اصل جہنم ہو گئے۔ اس عظیم اشان فتح نے مسلمانوں کو بندوستان کا مالک بنا دیا۔ سلطان غوری کے دو سو سالاروں قطب الدین ایک اور بختیار خلجی نے فتح کا دائزہ و سیع کرتے ہوئے قونج بہار اور بنگال پر ٹھی قبضہ کر لیا۔

سلطان غوری کو بعد ۳ میہنگ ۲ شعبان ۶۰۲ ہجری مطابق پر ۱۵ مارچ ۱۲۰۶ء کو لاہور والپنڈی کی جنوبی سرک کی ایک نوائی بستی دھمیک میں عشاء کی نماز کے دوران دھوکے اور سازش سے اپنے خیمے میں شہید کر دیا گیا۔ اَتَا اللَّهُ وَإِنَّا إِلَهٖ يَرَأْجِعُونَ ۝

یہ اسی شہید سلطان محمد غوری فاتح ہندوستان و بانی مسلم سلطنت دہلی کی
جائے شہادت ہے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لیئم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کس کے



جائے شہادت سلطان شہزادیں محمد غوری

شہادت ملک بھروسہ معز الدین۔
کڑا بتداتے جہاں شہ چو اونیا دیک۔
سیو مز عرہ شعبان پہ سال شش صد و دو
فائد در رہ عزیزین پہ متزل دمیک"

(طبقاتِ نصری، مفت، بہن اجسر)

بھروسہ کے بادشاہ معز الدین کی شہادت
رنیا کے آغاز سے اب تک ان جیسا بادشاہ کوئی نہیں ہوا۔
شعبان کی تیسرا نارتھ ۱۷۴۶ء کو غزنی جاتے ہوئے
دمیک کے معا کپڑہ شہید ہوئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
كُلُّ كُفْرٍ ذَلَّ لِقَوْتٍ

آخْرِي آرَامَگاہ

سُلْطَان شَيْخ الدِّين مُحَمَّد عُزُّى

المرحمة
عليه

فَاتِح هند

شہادت ۱۵ مارچ ۱۲۰۶ھ بمقام دمیک

وہ پیکر شجاعت و سلطان ذی دقار
ہندوستان میں سطوت اسلام کا نیقہ
جن تیغ زن کا حامی و ناصر قاکڑ کار
ختی جس کے ساتھ خواجہ اجمیر کی دعا
آخر ہوا جو جنگ ترائی میں کامگار
جس نے ملایا خاک پس کفار کا گھنٹہ
جیتا تھا جس غیور نے میدان کا رنداز
در کر شکست رائے پھورا چوہان کو
بجتا تھا جس کے نام کا ڈنکا جہاں میں
پانے بھی جس کو بھول کر تھوڑی پیر میں
وہ غازی دن ہے ای مٹی کے ڈھیر میں

عَقِيدَتِ مُنَذَّل
یَمْجُرْ جَزْل شَيْر عَلَیْ بَلَ جَرَات

كُلُّ دُنْسٍ ذَلِقَتْ
آخِرَى آرْمَاهَ
سلطان شیخ الدین محمد غوری
فاخت هند
شادت ۱۵ مارچ ۱۲۰۴ بمقام دیک



کُلْ لِفْسِرْ ذَلِلْقَتَّافِ

آخری آرامگاہ

سلطان شمس الدین محمد غوری

فاتح هند

شہادت ۱۵ مارچ ۱۳۰۶ھ بمقام دمیک

ہندوستان میں سلطنت اسلام کا نیب وہ پیر شجاعت و سلطان ذی وقار
عجی جس کے ساتھ خواجہ اجیر کی دعا جس تسبیز ن کا حاصل و نہ مرقاہ لگا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كُلُّ نَفْسٍ ذَلِيقَةُ الْكَوْفَةِ

جائے شہادت

سلطان شہاہ الدین محمد غوری

شہادت ملک بھرو بر معز الدین۔

گرزاں اپنے جماں شہچو اونیا ملکیک۔

سیوم از عزرا شعبان پہ سال شش صد و دو

فائد در رہ غزنیں پہ منزل دمیک"

(بقیات ناصری مختصر بنیاج مراج)

بھرو بر کے بادشاہ معز الدین کی شہادت

ذینا کے آغاز سے اب تک ان جیسا بادشاہ کوئی نہیں ہوا۔

شعبان کی تیرتی تاریخ ۲۴ کو غزنی جاتے ہوئے

دمیک کے معام پر شہید ہوئے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كُلُّ نَفْسٍ ذَرَ الْفِتْنَةَ

جائے شہادت

سُلَطَانِ شَهَابِ الدِّينِ مُحَمَّدِ عُوْرَى

شہادت ملک بھروسہ معزز الدین۔

گز ابتدائے جماں شہ چو اونیا مدیک۔

سیوم زیر غرہ شعبان پہ سال شش صد و دو

قاد و رہ غزنیں یہ متزل دمیک

(طبیعت نامہ بیانج سراج)

بھروسہ کے بادشاہ معزز الدین کی شہادت

دنیا کے آغاز سے اب تک ان جیسا بادشاہ کوئی نہیں ہوا۔

شعبان کی تیسری تاریخ ۴۲ھ کو غزنی جاتے ہوئے

دمیک کے معاً پر شہید ہوتے۔



مفتی محمد امجد
حسین صاحب



جائے شہادت
سلطان شہاب الدین محمد غوری

شہادت ملک بھروسہ معز الدین۔
کمز ابتدائے جماں شہچو اونیا دیک۔
سیوم از عزہ شعیان پر سال شش صد و دو
فائد دار رہ عزیزین پر متزل دمیک۔
ترجمہ:

بھروسہ کے پادشاہ معز الدین کی شہادت
ذینا کے آنکھ سے اب تک ان جیسا پادشاہ کوئی نہیں ہوا۔
شعیان کی تیری تاتخ شیخ کو غزال جاتے ہوتے
دمیک کے معاقاپہ ہی ہے۔

كُلْ تَقْيِيرٍ ذَلِيقَةَ الْحَقْرَتِ



یار قبیل

سلطان شہزادہ شمس عزیزی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آرامگاه شیخ نجف امام مُحافظان
سلطان شهاب الدین محمد غوری

خوبی پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان (نشان امتیاز دوبارہ
ہال امتیاز



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

IRAN GHORI
CROSS (100 Km)
ESSFOUJI TEST FIRED
P.M.
1997, 6 APRIL, 1998

IRBM GHASRI
(RANGE 1500 Km)
SUCCESSFULLY TEST FIRED
ON
MONDAY, 6 APRIL, 1998







میمونہ عرفان قریشی



N-5

گوجرخان

16

Gujar Khan

مندرہ

30

Mandra

راولپنڈی

65

Rawalpindi

طوبی ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفرنامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com